شعور نبوت میں صوفیہ کا کردار

حسن بیگ ☆
ڈاکٹر نعیم محسن ☆☆

Abstract

Allah Almighty sent a large number of prophets for the guidance of mankind. All these prophets rectified human beings and taught them the ways of worship. A group of pious men inspired by prophets became the symbols of piety, righteousness, courage and patience. In Islamic history, these pious men are considered the first group of saints. The ultimate gain of obedience lies in the Sunnah of Hazrat Muhammad(ﷺ) and in the sagacity and insight of Prophet-Hood. The Quran and the Sunnah are the methodology that these saints adopted and spread the invitation to virtue to every nook and corner of the world. The saints cultivated the recognition of Allah among people which leads to the worship of Allah, the ultimate goal. The obedience to prophet Muhammad (PUBH) is the real essence of Imaan and, the saints are the emblems of spirituality by vistue of the practice of Sunnah. Their teachings brought a spiritual revolution in their material lives and it had long lasting effects.

Key Words: Guidance, Ameliorates, Righteousness, Sagacity, Emblems of Spirituality, Ultimate goal, Imaan

☆لیکچرار، شعبہ علومِ اسلامیہ وعربی، گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی، فیصل آباد، ساہیوال کیمپس
☆☆ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ ایجوکیشن، گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی، فیصل آباد

اخلاقی شان اور عدل و احسان کی جس روایت سے انسانی تاریخ بنتی اور نمو پاتی ہے۔ اس روایت کا تعلق ہدایت الٰہی اور سلسلہ نبوت سے مربوط ہے۔ ہر چند کہ، انسانوں کی سی شکلیں رکھنے والے لوگ اس کرہ ارض پر سانس لے رہے ہیں، مگر انہیں جانوروں یا چیر پھاڑ کرنے والے درندوں کی سی خصلت سے الگ کرنے والی چیز، انسانی اور اخلاقی حِس ہے۔ اس حِس کو پروان چڑھانے اور بندگی کا قرینہ سکھانے کے لے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اور رسول بھیجے، بلکہ اولین انسان، حضرت آدم علیہ السلام ہی کو نبی بنا کر بھیجا۔ انسانوں کی بدقسمتی ہے، کہ انہوں نے دائمی ہدایت سے بار بار بغاوت کی، انہی گم کردہ راہ انسانوں کو، خالق کائنات نے اپنے رسولوں اور پیغمبروں کے ذریعے پے در پے رہنمائی دی۔ اس رہنمائی کے آخری، مکمل اور موثر شکل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں انسانیت کے تمام ادوار پر سایہ فگن ہے۔

هزار بار بشستم دہن بمشک و گلاب   ہنوز نام تو گفتن مرا نمے شاید[1]

میں نے ہزار بار اپنا منہ مشک و گلاب سے دھولیا اور پھر بھی میں تیرا نام لینے کے لائق نہیں۔

نبی اور رسول میں فرق:

رسول وہ انسان ہے جس کو اللہ تعالی نے مخلوق کی طرف تبلیغ احکام کے لئے بھیجا ہو اور کبھی اس میں کتاب کی شرط بھی لگائی جاتی ہے، اس کے برخلاف نبی عام ہے۔ خواہ اس کے پاس کتاب ہو یا نہ ہو۔ اور بعض کے مطابق رسول کے پاس، کتاب کا ہونا ضروری ہے۔ خواہ کتاب جدید ہو یا کسی سابقہ رسول کی کتاب ہو۔[2] نبی کا لفظ نبو سے بنا ہے اور اس کے معنی رفعت اور سربلندی ہے اور نبی کو نبی اس لیے بھی کہا جاتا ہے، کہ اس کا مقام اپنی امت میں سب سے بلند تر ہوتا ہے۔[3]

ارشاد باری تعالی ہے:

"ورفعنه مكانا عليا"[4]

اور ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھالیا۔

اور پھر فرمایا

"تلک من انبآء الغيب نوحيها اليک"[5]

یہ غیب کی خبریں ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔

پھر دوسرے قول کے مطابق لفظ نبأ سے بنا ہے اور نبا اس خبر کو کہتے ہیں جس سے دو چیزوں کا حصول ممکن ہو۔

(۱) اس سے کوئی عظیم فائدہ حاصل ہو۔

(۲) یا اس سے یقین حاصل ہو۔

اور جب تک کوئی خبر ان دو چیزوں کو متضمن نہ ہو اس کو نبا نہیں کہا جاتا، اور جس خبر کو نبا کہا جاتا ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ جھوٹ نہ ہو، جیسے خبر متواتر۔ اس لیے اللہ تعالی کی خبر اور نبی ﷺ کی خبر کو نبا کہا جاتا ہے۔ اور چونکہ نبا علم کو متضمن ہے اس لیے اس کا معنی خبر دینا بھی ہے۔ (۶)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وانبئکم بماتاکلون وماتدخرون فی بیوتکم"(۷)

اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔

اور اللہ نے فرمایا:

"کذلک نقص علیک من انباء ماقد سبق"(۸)

ہم ایسا ہی تمہارے سامنے اگلی خبریں بیان فرماتے ہیں۔

اس کے اعتبار سے نبی کا معنی ہے غیب کی خبریں بیان کرنے والا اور اصطلاح میں نبی اس انسان کو کہتے ہیں جس پر اللہ تعالی نے وحی نازل کی ہو اور اس کو تبلیغ احکام کے لیے بھیجا ہو۔ (۹) تاکہ امت کی اصلاح اور عقائد کی کماحقہ درستی کی جاسکے اور احکام خداوندی پر عملدرآمد ہو سکے۔

فضائل انبیاء کرام:

انبیاء کرام علیھم السلام اللہ تعالی کی ساری مخلوق سے بزرگ و برتر ہیں۔ ان بزرگوں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس سے کچھ کم وبیش ہے۔ ان میں سے تین سو تیرہ حضرات کو رسول کہا جاتا ہے، جو سب سے ممتاز ہیں۔ رسولوں میں بھی پانچ حضرات ممتاز ہیں، جن کی مقام اور مرتبہ کے لحاظ سے ترتیب کچھ یوں ہے۔

(۱) سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام۔

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام

(۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام

(۵) حضرت نوح علیہ السلام

ان پانچوں حضرات کو اولوالعزم پیغمبر کہا جاتا ہے۔ جو سارے انبیاء و مرسلین سے ممتاز اور افضل و اعلیٰ ہیں۔(۱۰)

منصب نبوت کی مزید وضاحت کرتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانیؒ یوں رقمطراز ہیں:

''ہر وہ شخص جو نبوت کا دعویٰ کرے اور معجزات دکھلائے اسے (صحیح معنوں میں) نبی اور پیغمبر تسلیم کر لینا چاہیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے، کہ نبوت کے دعویدار کی طرف سے معجزہ کے ظہور کے بعد وہ لوگوں کے دلوں میں اس کی صداقت کا یقین پیدا کر دیتا ہے۔''(۱۱)

لہٰذا، جس طرح کوئی مریض کسی طبیب کو دیکھ کر متوجہ ہو جاتا ہے اور اپنا علاج کرواتا ہے، بالکل اسی طرح، لوگ اُن کی طرف متوجہ ہوئے، اس طرح کرتے کرتے مشیت الٰہی کے تحت ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اس دنیا میں تشریف لائے۔ کچھ پیغمبروں پر تو لوگ ایمان لائے اور کچھ پیغمبروں کو لوگوں نے جھٹلا دیا۔

اور یہ کہ انبیاء علیھم السلام کے فضائل و خصائص کبریٰ کا بیان انسانی بساط سے باہر ہے۔ کیونکہ ان انبیاء کی بدولت ایک عالم کو دائمی نجات کی سعادت حاصل ہوئی ہے، اور ہمیشہ کی گرفتاری سے آزادی نصیب ہوئی۔ اگر ان حضراتِ انبیاء کا وجود شریف نہ ہوتا تو حق سبحانہ و تعالیٰ جو کہ غنی مطلق ہے، جہان کو، اپنی ذات تعالیٰ و صفات مقدسہ کی نسبت کچھ خبر نہ دیتا، اور اس کی طرف راستہ نہ دیکھتا، کوئی شخص اس کو نہ پہچانتا اور اوامر و نواہی کہ جن کے ساتھ اپنے بندوں کو محض اپنے فضل و کرم سے ان کے نفع کے لیے مکلف بنایا ہے۔ ان کے بجالانے کی تکلیف نہ دیتا اور اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اور ناپسندیدہ امور جدا نہ ہوتے۔(۱۲)

آخر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس دنیا میں بھیجا۔ وہ رحمت العالمین بن کر اس دنیا میں تشریف لائے۔

اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے:

''وما ارسلنک الا رحمۃ للعٰلمین''(۱۳)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کے لیے۔

آپ ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کی امت، آخری امت ہے۔ آپ ﷺ کے بعد نبیوں کا سلسلہ تو ختم ہو گیا۔ مگر صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین اور ان کے بعد اولیاء اور صوفیائے کرام نے لوگوں کی اصلاح و بھلائی کا بیڑہ اٹھایا۔ الغرض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و خدمت سے جو شرف حاصل کیا تھا اور تزکیہ نفس کی جس منزل پر پہنچے تھے اس کی بشارات خود قرآن پاک نے دی۔ اصحاب

صفہ میں سے ہر ایک ایک توکل ورضا کا پیکر تھا اور تاریخ اسلام میں انہی برگزیدہ شخصیات کو صوفیائے کرام کا پہلا گروہ کہا جاتا ہے۔

انہوں نے، لوگوں کو سیدھا راستہ دکھایا۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہونے کی وجہ سے یہ ہر ایک کا فرض ہے کہ دین کی دعوت کو عام کرے۔ صوفیہ کرام نے جہاں بہت سی چیزوں کی وضاحت کی وہاں نبوت کے علم وآگاہی پر اور اس کے فیض کو آگے پھیلانے پر بھی بہت کام کیا۔ ان تعلیمات پر عمل کرنے سے پہلے یہ جاننا بے حد ضروری ہے کہ نبوت سے کیا مراد ومطلوب ہے۔

کیونکہ اس طرح ہم اسلام کے بنیادی اصولوں سے آگاہی حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر ہم اسلام کے مختلف معاملات کا تجزیہ کرنا چاہیں یا سمجھنا چاہیں تو نبوت کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ تو نبوت کی تاریخی حقیقت اور ایسے معاملے کے طور پر لیں گے جس پر سوال نہیں کیا جا سکتا۔

جو لوگ مسلمان ہیں یا نہیں، وہ بھی نبوت سے انکار نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ حضرت موسیٰؑ، یا عیسیٰؑ پر تو یقین رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

"وما ارسلنا قبلک الا رجالا نوحی الیھم فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون"(۱۴)

اور ہم نے تم سے پہلے نہ بھیجے مگر مرد جنہیں ہم وحی کرتے تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو۔

انبیاء کرام نے کامل ایمانداری سے اللہ کے احکامات کو اپنی اپنی امتوں تک پہنچایا، اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ترغیب دی، جیسے کہ:

حق سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے سے منع کرنا۔

حق سبحانہ تعالیٰ کے سوا مخلوقات میں سے کسی کو اپنا معبود نہ بنانا۔

یہ حکم (یعنی نفی عبادت غیر حق) انبیاء کے ساتھ ہی مخصوص ہے، انبیاء کرام کے سوا کسی نے یہ الفاظ نہیں کہے،(۱۵) اور ان کے متبعین کے علاوہ کسی کو اس راز سے باخبر نہیں کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا"(۱۶)

حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

"وما جعلنهم جسدا لایا کلون الطعام وما کانوا خلدین O ثم صدقنهم الوعدفانجینهم ومن نشاء واھلکنا المسرفین"(۱۷)

اور ہم نے انہیں خالی بدن نہ بنایا کہ کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ دنیا میں ہمیشہ رہیں۔ پھر ہم نے اپنا وعدہ انہیں سچا کر دکھایا تو انہیں نجات دی اور جن کو چاہا اور حد سے بڑھنے والوں کو ہلاک کر دیا۔

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ، دین کی عظمت اور اپنے بندوں کی حقانیت کو نص سے ثابت کر رہا ہے، کہ جن لوگوں نے توحید ورسالت کا انکار کیا اور ابدی تعلیمات کو چھوڑ کر سرکشی کی طرف گئے، ان کا انجام بد سے بدتر ہوا، دنیا وآخرت میں ذلیل ورسوا کئے گئے اور اپنے بندوں کو معجزات عطا کر کے اپنی لامحدود ولا فانی طاقت کو ظاہر فرما دیا۔

پھر ارشاد فرمایا:

"وقالوا اتخذ الرحمن ولدا سبحنه ط بل عباد مکرمون"(۱۸)

اور بولے رحمن نے بیٹا اختیار کیا پاک ہے وہ بلکہ بندے ہیں عزت والے۔

ان مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو خاص مقام ومنصب سے نواز، اپنے خاص فضل وعطا سے بے پناہ قوتوں اور تجلی ذاتی ودائمی سے مشرف کیا ہوا ہے۔

نبوت کے معنی کی تحقیق صوفیہ کی نظر میں:

حضرت مجدد الف ثانی اپنے شہرہ آفاق رسالہ اثبات النبوۃ میں نبوت کے معنی کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"نبی وہ ہے جس سے اللہ نے فرمایا ہو، کہ ہم نے تم کو فلاں قوم کی طرف یا تمام لوگوں کی طرف بھیجا ہو یا تم ان کو میری طرف سے ہدایت پہنچا دو یا اس قسم کے الفاظ ہوں جو اس معنی کا فائدہ دیتے ہوں۔(۱۹)

اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے:

"ولقد ارسلنا فیھم منذرین"(۲۰)

اور بے شک ہم نے ان میں ڈر سنانے والے بھیجے۔

علم حقیقی کی پہچان:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات جو کہ زندگی کی اصل روح ہیں اور اللہ تعالی کی معرفت، شریعت مطہرہ پر چلے بغیر حاصل نہیں ہوتی ہے۔ ظاہر شریعت، بغیر باطن کے ناقص اور شریعت کا باطن بغیر ظاہر کے ہوس ہے، مصنف کشف المحجوب علم حقیقی کو یوں بیان کرتے ہیں کہ علم کی دو اقسام ہیں، ایک اللہ تعالیٰ کا علم ہے اور دوسرا مخلوق کا ہے۔ (۲۱) جبکہ علم حقیقت کے تین ارکان ہیں

۱۔ ذات حق اور اس کی وحدانیت کا علم

۲۔ صفات حق اور حق کے احکام کا علم

۳۔ افعال حق اور ان کی حکمتوں کا علم

بالکل اسی طرح شریعت کے بھی تین ارکان ہیں جو کہ کتاب، سنت اور اجماع امت ہیں (۲۲) اسی علم کی مزید وضاحت کرتے ہوئے امام غزالی فرماتے ہیں، علم کی ایک قسم شرعی اور غیر شرعی بھی ہے۔ شرعی وہ علوم ہیں جو انبیاء علیھم السلام کے ذریعے ہم تک پہنچے۔ عقل تجربے اور سماعت کا ان میں کوئی دخل نہیں، علم حساب، علم طب، علم لغت شرعی علوم نہیں، کیونکہ ان میں سے پہلے کا عقل دوسرے کا تجربہ اور تیسرے کا سماع سے تعلق ہے۔ (۲۳) انسان کا گرد و پیش کی دنیا سے رابطہ حواس کے ذریعے ہے۔ حواس سے حاصل ہونے والا علم، عقل کے لیے خام مواد ہے، جو تہذیب و تنقیح کے عمل سے گزر کر راہنمائی کا فریضہ انجام دیتا ہے، باطن کی تب و تاب عقیدہ اور نظریہ سے عبارت ہے اور اسکی پنہایئاں لا متناہی اور جولاں گاہ غیر محدود ہے۔ اسی لیے، صوفیائے عظام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو اپناتے ہوئے اپنے فرمودات و اقوال میں اس بات کو لازم و ملزوم قرار دیا، کہ ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ احکام الٰہی اور معرفت ربانی کے علم کو حاصل کرنے میں کوشاں رہے، علم کے دو حصے ہیں، علم اصول و علم فروع۔ ظاہر علوم اصول میں توحید و رسالت کا اقرار اور باطنِ علم اصول میں حق کی معرفت کی تحقیق ہے اور ظاہر علم فروع میں، لوگوں سے حسن معاملہ اور باطن علم فروع میں نیت کا صحیح درست رکھنا ہے۔ (۲۴) یعنی جس وقت پر جس علم کی ضرورت درپیش ہوئی، خواہ وہ ظاہر یا باطن اس کا حاصل کرنا فرض قرار دیا گیا ہے۔

در بیان ولائیت انبیاء:

روحانی علوم جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ورثہ ہیں، کو ختم کرنے کی سازشیں ہوتی رہیں ہیں اور یہ علوم

ومعارف سینوں میں منتقل ہوتے رہیں ہیں۔قرآن شاہد ہے، کہ اللہ کی سنت میں نہ تبدیلی ہوتی ہے اور نہ تعطل واقع ہوتا ہے۔اس قانون کے مطابق اللہ کی سنت کا ازل سے ابد تک جاری رہنا لازم قرار پاتا ہے۔چوں کہ نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے، اسی لیے آپ کے وصال کے بعد اس سنت الٰہیہ کو جاری وساری رکھنے کے لیے اللہ تعالی نے اپنے رسول علیہ الصلوۃ والسلام کے ورثاء کا ایک سلسلہ قائم کر دیا۔علم حضوری سے مالا مال، ان صوفیہ نے آپ کے مشن کی پیش رفت کے لیے ہدایت و راہنمائی کی ذمہ داری اپنے توانا کندھوں پر اٹھالی۔آج یہ جو توحید کا غلغلہ اور علم حضوری کی جھلک نظر آتی ہے، یہ سب آپ کے ان ہی ورثاء کی کوششوں کا ثمر ہے۔انہی صوفیہ میں سے ایک طبقہ سے بعض شطحیات اور ایسے اقوال سرزد ہوئے، جو خلاف شریعت تھے، تو انہی اخص الخواص کاملین نے احسن انداز میں ان کی اصلاح کی اور لوگوں کو گمراہی کے بھنور سے نکالا۔حضرت مجدد الف ثانیؒ اس عقدہ کو حل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: بعض مشائخ نے سکر کی حالت میں کہا، کہ ولایت نبوت سے افضل ہے اور بعض دوسرے مشائخ نے اس ولایت سے نبی کی ولایت مراد لی ہے۔تا کہ نبی پر ولی کے افضل ہونے کا وہم دور ہو جائے، لیکن حقیقت میں معاملہ اس کے برعکس ہے۔کیونکہ نبی کی نبوت اس کی ولایت سے افضل ہے۔ولایت میں سینہ کی تنگی کی وجہ سے مخلوق کی طرف توجہ نہیں کر سکتا۔لیکن نبوت میں کمال درجہ شرح صدر ہونے کی وجہ سے نہ تو حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا مخلوق کی طرف توجہ ہونے کے مانع ہوتا ہے اور نہ ہی مخلوق کی طرف متوجہ ہونا حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کے مانع ہوتا ہے۔نبوت میں صرف مخلوق کی ہی طرف توجہ نہیں ہوتی ہے بلکہ ہر وقت دائمی حضوری ہے، نبوت کی شان اس سے کئی گنا افضل ہے لیکن اس کو سمجھنا ارباب سکر کے لیے دشوار و محال ہے۔(۲۵)

در بیان خوارق انبیاء:

نوع انسانی کے شعور کی ترقی بہر حال جاری رہی، جب بھی کوئی دشوار منزل آئی، تو اللہ نے اپنے برگزیدہ بندوں کے ذریعے ان کی راہنمائی کی اور صراط مستقیم کی طرف گامزن کیا۔انبیاء کی مراتب کی بزرگی اور ان کی عظمت و برتری، عصمت اور ایسے صفائے باطنی کی وجہ سے ہے نہ کہ صرف معجزہ یا کرامت یا افعال کے صدور کی وجہ سے ہے جو کہ خرق عادات ہو۔باتفاق تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے تمام معجزات خارق عادات ہوتے ہیں اور اصل اعجاز میں سب برابر ہیں، البتہ فضیلت میں ایک دوسرے پر فائق ہیں۔جبکہ یہ بات جائز ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات، خرق عادات میں مساوی ہونے کے باوجود ایک کو دوسرے پر

فضیلت ہے۔حضرت مجدد الف ثانیؒ لکھتے ہیں:

اسی طرح معجزے کی دلالت صدق نبی پر دلالت سمعیہ نہیں ہے ورنہ دور لازم آئے گا کیونکہ معجزہ نبی کی صداقت پر دلالت کرنا نبی کے صادق ہونے پر موقوف ہوگا بلکہ وہ دلالت عادلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عادت جاری کی ہے۔کہ معجزہ کے ظاہر ہونے کے بعد صدق کا علم پیدا کر دیتا ہے۔کیونکہ جھوٹے کے ہاتھ پر معجزہ ظاہر کرنا اگرچہ عقلاً ممکن نہیں لیکن عادتاً اس کا انتفا معلوم ہے۔(۲۶)

یہی وہ بلند شان اور خاصہ، حضرات انبیاء کرام کا ہے جوان کو، تمام بنی نوع انسان سے ممتاز و جدا کرتا ہے، اور حقیقت معرفت خداوندی کے جام پلاتا ہوا، اس واجب الوجود کے مظہر اتم کا جلوہ بھی دکھاتا ہے۔ صوفیہ نے اس دعوت کے منہج و اسلوب کو اپناتے ہوئے اپنے مشن کو آگے بڑھایا اور بتایا کہ اللہ جل شانہ کی ذات کو معبود برحق تسلیم اور انبیاء کرام علیھم السلام کی رسالت کا اقرار کر کے ہی آخرت کی نجات کا دارو مدار ممکن ہے۔اگرچہ بظاہر انبیاء کرام علیھم السلام نے مخلوق خدا کو اسی امر کی دعوت دی تھی، مگر وہ کامل صوفیائے کرام جو خدا پرست، صاحب کشف اور شمع نبوت سے نور حاصل کرتے ہیں، حضرت مجدد اعظمؒ اس حقیقت کو آشکار کرتے ہوئے مزید رقمطراز ہیں: یہ ہی وہ کبریت احمر ہیں اللہ جل شانہ کے دین کے وارث ہیں، زمین ان کاملین کے سہارے قائم ہے اور انہی کے فیوض و برکات سے اہل زمین پر نزول رحمت ہوتا ہے، انہی کی وجہ سے لوگوں پر بارش برسائی جاتی ہے، انہی کی بدولت ان کو رزق دیا جاتا ہے اور ان کے پاس بیٹھنے والا کبھی بدنصیب نہیں ہوتا۔(۲۷)

دربیان خصائص انبیاء کرام:

صوفیائے کاملین کی سب سے بڑی عبادت ہمیشہ سے یہ رہی ہے، کہ وہ اللہ تعالی کے دین کی آفاقی تعلیم، سچائی اور نبوت کے فیض کو اہل جہاں میں پھیلاتے، بری عادات اور رسومات کی بیخ کنی کرتے اور اچھے طریقے سے دعوت وتبلیغ کے فرائض سرانجام دے کر، لوگوں کو خدا کی طرف بلاتے اور اللہ تعالی کی وحدانیت کا درس دیتے، دنیا کی مذمت اور آخرت کی تعریف وتوصیف کرتے، کیونکہ تمام احوال و واقعات میں بالاتفاق تمام اولیاء، انبیاء کے متبع ہیں اور جہاں ولایت کی انتہا ہے، وہاں سے نبوت کی ابتداء ہے اور اسی مؤقف کے پیش نظر حضرت داتا گنج بخش رقم طراز ہیں: تمام انبیاء لازمی طور پر اولیا ہیں، مگر اولیا میں سے کوئی نبی نہیں ہے، اور انبیاء اکرام علیھم السلام صفات میں بشریت کی نفی میں متمکن و برقرار ہیں۔(۲۸) یہ نبوت کے موضوع میں

سے ایک اہم پہلو ہے کہ کچھ لوگوں کو یہ شبہ پیدا ہوا کہ ولیوں کا درجہ انبیاء سے زیادہ ہوسکتا ہے جبکہ اس دنیا میں کوئی انسان بھی ایسا نہیں، جو نبیوں سے برتر و اعلیٰ ہو، تمام انبیاء علیھم السلام معصوم ہیں، ان کی برابری تو بہت دور کی بات، کوئی ان کی گردِ راہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا ہے۔اس معارف کو بیان کرتے ہوئے آپ مزید لکھتے ہیں:

انبیاء کرام علیھم السلام حق کی طرف بلانے والے اور امام مطلق ہیں۔ اور اولیائے عظام حسن اعتقاد کے ساتھ انبیاء کرام کے متبع اور پیروکار ہیں۔ انبیاء کرام، بارگاہ الٰہی کے واصل اور مقصودِ نشان کو پانے والے ہیں(۲۹) اور جن گمراہوں نے یہ کہا کہ اولیاء انبیاء سے افضل ہیں وہ یہ نہ جان سکے جہاں پر ولائیت کی انتہا ہوتی ہے وہیں سے نبوت کی ابتداء ہے۔ اولیاء پر جو خاص کیفیت طاری ہوتی ہے وہ انبیاء کرام علیھم السلام کا دائمی مقام ہے، اور ایک ولی جب اپنی عرف و عادت کے مطابق انتہا کو پہنچتا ہے تو وہ مشاہدے کی خبر دیتا ہے۔ اس کے برعکس نبی اور رسول کا پہلا قدم ہی مشاہدے میں ہوتا ہے۔ جب ان کی ابتداء، اِن کی انتہا میں شمار ہوتی ہے تو ان کے ساتھ انہیں ہرگز قیاس بھی نہیں کیا جاسکتا ہے، لہٰذا انبیاء علیہ السلام کا ایک سانس، اولیاء کی پوری زندگی سے افضل و اعلیٰ ہے۔(۳۰) لہٰذا ثابت ہوا کہ نبی کی ولایت، ولی کی ولایت سے افضل، اور اعلیٰ و برتر مقام رکھتے ہیں اور ان کو ہر طرح کی جمعیت و اطمینان قلبی میسر ہے اور اولیاء کاملین کو یہ شعور محض ان کی پیروی اور کامل اتباع سے ہی حاصل ہوتا ہے۔

آپ مزید لکھتے ہیں: انبیاء کرام کی تمام زندگی میں تفرقے کی صورت ہی نہیں ہوتی۔ ان کی نفی و اثبات، مسلک و مقطع، اقبال و اعراض اور بدایۃ و نہایۃ سب کے سب عین ہیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ابتدائی حال یہ ہے کہ جب آفتاب کو دیکھا تو فرمایا ''ھذ ا ربی'' اور چاند ستاروں کو دیکھا تو فرمایا ''ھذ ا ربی'' اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے دِل پر حق کا غلبہ تھا، پس ثابت ہوا کہ، نبوت کی کوئی ابتداء و انتہا نہیں، ان کی ابتداء بھی نبوت اور انتہاء بھی نبوت ہی ہے۔ اسی ضمن میں جب ''حضرت بایزید بسطامی سے لوگوں نے پوچھا انبیاء کرام علیھم السلام کی بابت کچھ فرمایئے۔ انہوں نے فرمایا افسوس، کہ ہمیں ان کے بارے میں کوئی اختیار نہیں، ان کے بارے میں جو کچھ ہم کہیں گے وہ سب کچھ ہم ہی ہم ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیھم السلام کے نفی واثبات کو اس درجہ میں رکھا ہے کہ وہاں تک مخلوق کی نظر نہیں پہنچ سکتی ہے۔(۳۱)

لہٰذا نبوت سے مراد وہ درجہ ہے جس میں ایسی نظر حاصل ہوتی ہے کہ اس کی روشنی میں غیب اور دیگر امور ظاہر ہوتے ہیں، جن کا ادراک عقل نہیں کرسکتی، اور یہ ایسا عظیم معارف ہے جس کا عقل سے حاصل ہونا متصور نہیں ہوسکتا ہے۔(۳۲) اور فقط شمع نبوت کے نور سے ہی قلوب و اذہان کو جلا بخشی جاسکتی ہے اور علوم شرعیہ

کے ذریعے سے خدا کی معرفت اور حقیقت کو سمجھا جا سکتا ہے، انبیاء علیھم السلام کی تعلیمات تحفہ خداندی ہے اور ان کی پیروی عظیم ثمرات پر مشتمل ہوتی ہیں، جو ہمیں ان کامل صوفیہ کی علمی وعملی صورت میں دکھائی دیتی ہے۔

مقام مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

اللہ کے آخری نبی، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور خاتم النبین کے درجہ پر فائض ہیں۔ اللہ نے جتنے بھی کمالات وخصائص تھے، ان سے آپ کی شخصیت کو متصف کیا اور بروز حشر آپ کو شفاعت کبریٰ کی دولت سے سرفراز فرمایا ہے، خالق کائنات نے اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غایت تخلیق بنا کر مبعوث فرمایا اور عبدیت کے سب سے اعلیٰ مقام پر مشرف کیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے اِس اعلیٰ درجے پر فائض ہیں جس میں زمانہ کی دوری اس تصدیق میں مخل نہیں ہو سکتی ہے۔ آپؐ کے تمام اقوال وافعال، اعمال صالحہ عقائد حقہ کے ذریعے قوت علمیہ وعلمیہ میں نفوس بشریہ کی تکمیل کی خبر دیتے ہیں اور ہمارے دلوں کے علاج اور ان کی تاریکیوں کے ازالے کی خبر دیتے ہیں اور درحقیقت نبوت کے معنی کی اس سے بہتر تشریح نہیں ہو سکتی ہے، جس سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر بے حد شفقت کی جھلک دکھائی دے رہی ہے۔ (۳۳) لہٰذا جس جس شخص نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال میں اور ان اخبار میں غور کیا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہیں اور ان میں آپ لوگوں کے حق میں مختلف قسم کی رفق ونرمی کے ذریعے تہذیبِ اخلاق اور بگڑے ہوئے لوگوں کی اصلاح کی اور رہنمائی کا اہتمام کیا تو اس کو لازمی طور پر اس کا علم حاصل ہوگا، کہ امت پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت اس سے زیادہ ہے جو باپ کو بیٹے پر ہوتی ہے اور اگر ان عجیب افعال پر غور کیا جائے، جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ظاہر ہوئے اور غائب کے عجائب پر غور کرے جن کے متعلق قرآن مجید میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان کے ذریعے خبر دی گئی اور ان خبروں پر غور کیا جائے جو آخری زمانے کے متعلق دی گئی ہیں، اور جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذکر کیا اسی طرح ان کے وقوع پر غور کیا جائے، تو اسے لازمی طور پر اس کا علم حاصل ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس درجے پر پہنچے ہوئے ہیں، جو عقل سے ماوراء ہے اور اس میں وہ نظر کھل جاتی ہے، جس سے غیب کے وہ خواص اور وہ امور منکشف ہو جاتے ہیں جن کا ادراک عقل نہیں کر سکتی ہے۔

مقام عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عشق کی شان جلالت کا یہ عالم ہے، کہ آپ کے محب، اللہ تعالیٰ کے محبوب

بنتے ہیں۔محبین کی محبت کا شدید تقاضا،محبوب کا دیدار ہے اور اسکی بندگی واحکام کی بجا آواری کو سرانجام لانا ہے۔اس بندگی کے بدلے میں محبوب اپنے محبین کو، پیار کی دائمی دولت عطا کر دیتے ہیں اور بقا سے مشرف کرتے ہیں۔اس مقام عبدیت وبندگی کے شہسوار ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت ہے اور جن اصفیاء نے آپ کے دامن کو تھاما، وہ اس نعمت ابدی سے سرفراز کیے گئے۔حضرت مجدد الف ثانی اس راز سے پردہ اٹھاتے ہوئے فرماتے ہیں:

''آن سرور رب العالمین است متابعان او بواسطہ متابعت .بمرتبہ محبوبیت میرسند چہ محب درہر کہ ازشمائل واخلاق محبوب خود می بیند آنکس رامحبوب خود میدارد ومخالفان راازینجا قیاس باید کرد
محمد عربی کابروی ہر دوسرا است کسی کے خاک درش نیست خاک برسراو''(۳۴)

آپ اللہ تعالی کے محبوب ہیں اور آپ کے پیروکار آپ کی متابعت سے محبوبیت کے مرتبہ تک پہنچ جاتے ہیں۔کیونکہ محب اپنے محبوب کے اخلاق وعادات جس میں دیکھتا ہے اسے بھی محبوب بنالیتا ہے۔مخالفین کو اس مقام پر سبق حاصل کرنا چاہیئے۔حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو سارے جہانوں کی عزت ہیں۔جو آپ کے در کی خاک نہیں اس کے سر پر خاک ہو۔

اگر موجودہ دور کے لوگوں کے احوال کا بغور مطالعہ کیا جائے ،تو پتہ چلتا ہے کہ لوگوں کے اعتقاد بگڑنے اور ایمان کے کمزور ہونے کی وجہ صرف یہی ہے، کہ یہ عہد نبوت سے دور ہوتے چلے جارہے ہیں اسی لیے اس مرض کا علاج بھی،حضرت مجدد الف ثانی نے یہ تجویز فرمایا کہ واپس اسی بارگاہ کی طرف بندہ متوجہ ہو اور سرکار دوعالم کے شمائل وخصائص کو اپنائے ،تاکہ قرب ایزدی میسر آسکے اور دائمی نجات کو حاصل کر سکے۔

شیخ درویش کے کے نام ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

''آدمی تازمانیکہ بدنس تعلقات پراگندہ متلوث است محروم ومجھور است تصقیل مرآت حقیقت جامع از زنگ محبت مادون اوعزوجل لا بداست و بہترین مصقلھا درازالہء آن زنگ اتباع سنت سنیہ مصطفویہ است علیٰ مصدرھا الصلوۃ والسلام والتحیۃ''۔(۳۵)

جب تک آدمی تعلقات غیر کے میل سے گندہ رہے گا،محروم ومجھور رہے گا۔حقیقت کے آئینے کو اللہ تعالی کے ماسوا کی محبت کے زنگ سے صاف کرنا بڑا ضروری ہے۔اس آئینے کو چمکانے والی سنت نبوی سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔

یعنی آپ ﷺ کی عظیم الشان اور رفیع البیان صفت ختم نبوت اور متابعت کو،قرآن وحدیث میں بنیادی حیثیت دی گئی ہے اور یہ ایمان بالرسالت کا مغز بھی ہے، نچوڑ بھی ، اور روحانیت کے کمال کا خلاصہ

وروح ہے۔جس نے بھی آپ کی پیروی کو چھوڑا وہ گمراہی کے بھنور میں جا بسا۔اسی لیے آپ کے نزدیک نبوت کے عہد سے دوری فساد کا سبب ہے۔لہٰذا عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ درحقیقت متابعت و پیروی کا دوسرا نام ہے،اس کو ہر معاملہ سے بلند و بالا سمجھنا ہر مسلمان پر لازم وملزوم ہے۔

کمالات حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

روحانیت کی دنیا میں جتنے بلند مدارج اور مراتب ہیں،ان سب میں اعلیٰ اور ارفع،مرتبہ حقیقتِ محمدیہ،حقیقتِ احمدیہ وحقیقتِ کعبہ ہے۔اللہ جل شانہ نے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس کمال عبدیت سے متصف کیا ہے،آنے والے متبعین نے اس دولت سرمدی کو بطریق تبعیت و وراثت اور مجاہدہ کے ذریعے سے درجہ بہ درجہ حاصل کیا۔آپ کی عظیم تخلیق،تعلیم وتربیت،اور کمالات کو اپنے اپنے ذوق ورسائی کے مطابق پایا اور بیان کیا۔حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ تمام حقائق کی حقیقت الحقائق وجامع ہے اور روحانیت کی دنیا میں جتنے بلند مدارج وکمالات ومراتب ہیں ان میں سب سے اعلی وارفع مرتبہ حقیقتِ محمدیہ واحمدیہ کا ہے۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت،باعث ایجاد عالم کائنات ہے،اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک نہ ہوتا،تو اللہ تعالی کسی بھی چیز کو تخلیق میں نہ لاتا۔حضرت مجدد الف ثانی اس معارف عظیم کو یوں بیان کرتے ہیں:

> ''حقیقتِ محمدی علیہ وعلی الہ الصلوۃ والسلام کہ حقیقۃ الحقائق ست آنچہ درآخرکار بعد از طی مراتب ظلال بریں فقیر منکشف گشتہ است تعین وظہور حبی ست کہ مبداء ظہورات ومنشاء خلق مخلوقات ست در حدیث قدسی کہ مشہورست آمدہ است ''کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لا عرف''،اول چیز یکہ ازاں گنجینہ،مخفی برمنصہ ظہور آمد حب بودہ است کہ سبب خلق خلائق گشتہ اگر ایں حب نمے بود در ایجاد نمے کشود وعالم در عدم راسخ ومستقر میبود سرحدیث قدسی ''لولاک لما خلقت الافلاک''،را کہ درشان خاتم الرسل واقع ست علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات اینجا باید جست وحقیقت ''لولاک لما ظھرت الربوبیۃ''،را دریں مقام باید طلبید''۔(۳۶)

> حقیقتِ محمدیہ علیہ وعلی وآلہ الصلوۃ والسلام جو کہ حقیقتِ الحقائق ہے مراتب ظلال کے طے کرنے کے بعد اس فقیر پر آخر کار کچھ اس طرح سے منکشف ہوئی کہ وہ تعین اور ظہور بھی ہے جو کہ تمام ظہورات کا مبداء اور تمام مخلوقات کی پیدائش کا منشاء ہے مشہور حدیث قدسی میں آیا ہے میں ایک مخفی خزانہ تھا میں نے محبوب رکھا تا کہ میں پہچانا جاؤں پھر میں نے مخلوق کو پیدا کیا

سب سے پہلی چیز جو اس مخفی خزانے سے ظہور کے تحت جلوہ گر ہوئی وہ محبت تھی جو کہ مخلوق کی پیدائشی کا سبب ہوئی۔ اگر یہ محبت نہ ہوتی تو ایجاد کا دروازہ نہ کھلتا اور عالم عدم میں مستقل طور پر اپنا ٹھکانہ نہ رکھتا۔

حدیث قدسی اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا جو کہ خاتم الرسل کی شان میں واقع ہوئی ہے اس کا راز اس جگہ سے معلوم کرنا چاہئے اور اگر تو نہ ہوتا تو ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا کی حقیقت کو اس مقام پر تلاش کرنی چاہئے۔ مندرجہ بالا دقیق ترین معارف سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کا ادراک کیا جا سکتا ہے، کہ آپ کس بلند مقام پر فائز ہیں، کہ رب ذوالجلال نے، مقام تعین اول میں سب سے پہلے جس چیز کو وجود عطا کیا وہ ''احببت'' ہے، جس کے معنی ہیں میں نے محبوب رکھا، تا کہ میں پہچانا جاؤں اور جو چیز منصۂ ظہور و مشہود پر آئی، وہ محبت تھی اور وہ ہی محبت دراصل حقیقتِ محمدی ہے، کیونکہ اسی محبت کی وجہ سے سب کچھ ظہور پزیر ہوا اور باقی مخلوقات کو وجود عطا ہوا۔ اگر یہ محبت نہ ہوتی تو کسی کو کوئی وجود نہ ملتا اور یہی شان وخصوصیت اللہ نے اپنے محبوب کے لیے فرمائی ہے کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اگر تو نہ ہوتا تو میں افلاک کو نہ پیدا کرتا بلکہ اپنی ربوبیت کو بھی ظاہر نہ کرتا لہذا ثابت ہوتا ہے، کہ وہ تعین اول اور ظہور اول جو محبت ہے، وہ حقیقت میں نور مصطفی ہے اور اول ما خلق اللہ نوری میں جو ارشاد واقع ہوا ہے، اس کو صوفیائے عظام نے حقیقتِ محمدیہ سے تعبیر کیا ہے۔

خلقِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبوب رب للعالمین ہیں اور تمام نبیوں کے خاتم اور آپ کا دین ادیانِ سابقہ کا ناسخ ہے۔ اور آپ کی کتاب پہلی، کتب سے بہترین ہے۔ آپ کی شریعت کا ناسخ کوئی نہیں ہوگا اور قیامت تک یہی شریعت رہے گی۔ عالم آفاقی و انفسی میں جو کچھ بھی ملتا ہے، آپ کی بدولت سے ہی ملتا ہے۔ آپ کی شفاعت سے امت پر رحم کیا جائیگا اور اللہ آپ کی توجہ خاصہ سے عاصیوں پر ابر کرم کی برسات، برسائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو نزول فرمائیں گے، وہ بھی آپ کی شریعت ہی پر عمل کریں گے اور آپ کے امتی کی حیثیت سے رہیں گے، آپ کی وجہ سے ہی اس کائنات کو تخلیق کیا گیا اور آپ کو باعث ایجاد عالم کائنات کے لقب سے سرفراز کیا گیا ہے۔

آپؐ کی پیدائش کی منفرد شان کو حضرت مجدد الف ثانیؒ یوں بیان کرتے ہیں:

''باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلق ہیچ فردے از افراد عالم مناسبت ندارد کہ او صلی اللہ علیہ آلہٖ سلم باوجود نشاء عنصری از نور حق جل وعلاء مخلوق گشتہ است کما

قال علیہ وعلیٰ آلہ الصلواۃ والسلام، ''خلقتُ من نور اللہ'' و دیگران این دولت میسر نشدہ است''۔(۳۷)

جاننا چاہیے کہ خلقِ محمدی دوسرے انسانی افرادی پیدائش کی طرح نہیں ہے بلکہ افرادِ عالم میں سے کسی بھی فرد کی پیدائش سے مناسبت نہیں رکھتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عنصری پیدائش کے باوجود اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ تعالیٰ وآلہ سلم نے خود فرمایا ہے خلقت من نور اللہ (میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں) دوسروں کو یہ دولت میسر نہیں۔

خلقِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فہم، حضرت مجدد اعظم کے اس کشف صریح سے واضح ثابت ہوتا ہے، کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اس امکان سے ہے، جو صفات اضافیہ سے تعلق رکھتا ہے، نہ کہ اس امکان سے جو تمام ممکنات عالم میں سے ثابت ہے، اسی وجہ سے آپ ایک ایسا نور ہیں جو عنصری پیدائش میں، اصلاب سے متعدد ارحام میں پہنچتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حکمتوں اور مصلحتوں کے مطابق انسانی صورتوں میں جو سب سے بہترین احسن تقویم، کی صورت میں ظاہر ہوئے۔ مزید برآں، جنہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صرف بشر مانا اور باقی انسانوں جیسا تصور کیا وہ گمراہی میں جا گرے اور جن خوش بختوں نے آپ ﷺ کو رسالت کے رنگ میں دیکھا اور رحمت عالم جانا اور تمام مخلوقات سے افضل و اعلیٰ مانا تو ایمان جیسی لازوال دولت (۳۸) سے مشرف ہوئے اور دائمی نجات کے حق دار بن گئے۔

اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے، تو اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا نہ کرتا اور نہ اپنی ربوبیت کا اظہار فرماتا۔ اور آپ اس وقت بھی نبی تھے، جب حضرت آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔ مزید برآں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ثابت کرنے کے لیے جمہور علماء کی نزدیک معتبر دلیل یہ ہے کہ آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور آپ کے دستِ مبارک سے معجزات کا ظہور ہوا۔ (۳۹) حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کے سردار ہیں، قیامت کے دِن آپ کے امتی سب نبیوں سے زیادہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ سب اگلے پچھلوں سے زیادہ معزز ہیں۔ سب سے پہلے آپ کی قبرِ انور شق ہوگی۔ سب سے پہلے آپ ہی شفاعت فرمائیں گے اور سب سے پہلے آپ ہی کی شفاعت قبول ہوگی۔ سب سے پہلے آپ جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے پس اللہ تعالیٰ آپ ہی کے لیے دروازہ کھول دے گا۔ قیامت کے روز آپ حمد کا جھنڈا بلند فرمائیں گے۔ (۴۰)

درحقیقت میں آپ ﷺ کے توسل کے بغیر کسی بھی عمل کا قبول ہونا ناممکن دکھائی دیتا ہے۔ اللہ آپ کی رضا کو چاہتا اور آپ کی اتباع کو اپنی پیروی قرار دیتا ہے اور اس کے بغیر نجات تصور کرنا مشکل امر ہے۔ حضرت خواجہ معصوم سرہندی نے مقام توسل اور اتباع نبوی پر ترغیب دیتے ہوئے خواجہ دینار کو فرمایا:

''دونوں جہان کی سعادت، آپ کی اتباع و پیروی پر منحصر ہے۔ اللہ کی رضا، ذکر وفکر، زہد و توکل، جنت کا حصول، الغرض ہر معاملہ کی قبولیت آپ ﷺ کی تابعداری پر ہے۔ آپ ﷺ ایک ایسا نور ہیں کہ جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اور آپ ﷺ اللہ تعالی کی تلواروں میں سے میان سے نکلی ہوئی ایک عمدہ تلوار ہیں، کیونکہ واجب الوجود جل شانہ آپ ﷺ کی رضا کو چاہتا ہے اور تمام انبیاء کرام و اولیائے امت آپ ﷺ کے سرچشمہ آب حیات سے مستفید ہونے والے ہیں۔''(۴۱)

اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو زندہ کرنے اور دعوت حق کو عام کرنے اور اللہ کے احکامات کو نافذ کرنے کے بارے میں خواجہ حنیف کابلی کو لکھتے ہیں:

دنیا روز بروز تاریکیوں کے گرداب میں پھنستی چلی جارہی ہے۔ کوئی جوان مرد ایسا ہونا چاہیے جو سنت نبوی کو زندہ کرے اور بدعات کا خاتمہ کرے۔ اللہ کی محبت و معرفت آپ کی اتباع کے بغیر ناممکن ہے اور سنتوں کے انوار و نبوت کے طریقوں کو اختیار کیے بغیر نجات تلاش کرنا سراسر وہم ہے۔(۴۲)

حاصل کلام یہ کہ حُسن اخلاق، بغیر تزکیہ نفس کے پیدا نہیں ہوتا ہے، اور تزکیہ نفس اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے، جب تمام انبیاء کے ملجاء و ماویٰ، حضرت رسول اکرم ﷺ کی شریعت مطہرہ کی پیروی کی جائے اور یہ سنت کی اتباع کامل اخلاص سے ہو، تو اس کو طریقت کہا جاتا ہے اور جو جواہر و لعل اس متابعت سے حاصل ہوں، اسکو حقیقت کہا جائے گا اور علم وحکمت وتزکیہ نفس کی اہمیت انسان کے لیے اظہر من الشمس ہے۔ علم و حکمت ہی سے انسان کی مادی اور معنوی ترقی، دنیوی اور اخروی سعادت وابستہ ہے۔ الغرض، صوفیائے کرام نے، حضرات انبیاء کرام کی ان روشن تعلیمات کو نہ صرف اپنایا، بلکہ بڑی جانفشانی سے آگے پھلایا۔ قرآن مجید فرقان حمید کی علمی و عملی صورت کا بہترین نمونہ بن کر معاشرے میں آگے بڑھے اور پھیلی ہوئی بدعات و فرسودہ نظام کی اصطلاح کی ہر ممکن کوشش کی، جس کے ہر دور میں بڑے دور رس اثرات مرتب ہوئے ہیں۔

OOO

حوالہ جات وحواشی

۱۔ مجدد الف ثانی، احمد سرہندی، شیخ، مکتوبات امام ربانی، مترجم: مولانا محمد سعید احمد نقشبندی، کراچی: مدینہ پبلشنگ کمپنی، ۱۹۷۰ء، دفتر اول، مکتوب ۱۸، ۱/ ۸۴

۲۔ غلام رسول سعیدی، علامہ، تبیان القرآن، لاہور: فرید بک سٹال، ۲۰۰۲ء، ۳۵۶/۴

۳۔ ایضاً، ۳۵۷/۹

۴۔ المریم: ۷۱

۵۔ ہود: ۴۹

۶۔ غلام رسول سعیدی، علامہ، تبیان القرآن، ۳۵۷/۹

۷۔ آل عمران: ۴۹

۸۔ طہ: ۹۹

۹۔ غلام رسول سعیدی، علامہ، تبیان القرآن، ۳۵۷/۹

۱۰۔ شاہجہان پوری، عبدالحکیم خان، مولانا، مجددی عقائد ونظریات، لاہور: حامد اینڈ کمپنی، ۱۴۱۵ھ، ص: ۸۸

۱۱۔ مجدد الف ثانی، احمد سرہندیؒ، شیخ، رسالہ تہلیلیہ، مترجم: علامہ غلام مصطفیٰ مجددی، لاہور: قادری رضوی کتب خانہ، ۱۴۳۰ھ، ص: ۲۰۰

۱۲۔ مجدد الف ثانی، احمد سرہندی، شیخ، مکتوبات امام ربانی، مترجم: سید زوار حسین شاہ، کراچی: ادارہ مجددیہ، ۱۴۰۹ھ، دفتر اول، مکتوب ۶۳، ۱/ ۲۰۰

۱۳۔ الانبیاء: ۱۰۷

۱۴۔ الانبیاء: ۷

۱۵۔ مجدد الف ثانی، احمد سرہندی، شیخ، مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۶۳، ۱/ ۲۰۱

۱۶۔ بنی اسرائیل: ۸۱

۱۷۔ الانبیاء: ۸۔۹

۱۸۔ الانبیاء: ۲۶

۱۹۔ مجدد الف ثانی، احمد سرہندی، شیخ، اثبات النبوۃ، مترجم: صوفی نثار الحق، کراچی: تبلیغ صوفیاء دعوت الی الخیر، ۲۰۰۷ء، ص: ۱۳۳

۲۰۔ ایضاً، ص: ۷۲
۲۱۔ ہجویری، سید علی بن عثمان، کشف المحجوب، مترجم: غلام معین الدین نعیمی اشرفی، کراچی: مکتبہ ندارد، ۱۹۷۵ء، ص: ۵۳
۲۲۔ ایضاً، ص: ۵۵
۲۳۔ صدیقی، ڈاکٹر ظہیر احمد، تصوف اور تصورات صوفیہ، لاہور: سیٹھی بکس، ۲۰۰۸ء، ص: ۴۲۰
۲۴۔ ہجویری، سید علی بن عثمان، کشف المحجوب، ص: ۵۵
۲۵۔ مجدد الف ثانی، احمد سرہندی، شیخ، مکتوبات امام ربانی، پشاور: مکتبہ سعیدیہ، س ن، دفتر دوم، حصہ دوم، مکتوب نمبر ۱۰۸، ۱/ ۲۹۳
۲۶۔ مجدد الف ثانی، احمد سرہندی، شیخ، اثبات النبوۃ، ص: ۱۴۰
۲۷۔ مجدد الف ثانی، احمد سرہندی، شیخ، رسالہ تہلیلیہ، مترجم: صوفی نثار الحق: کراچی: تبلیغ صوفیاء دعوت الی الخیر، ۲۰۰۷ء، ص: ۱۰۶
۲۸۔ ہجویری، سید علی بن عثمان، کشف المحجوب، ص: ۳۸۰
۲۹۔ ایضاً، ص: ۳۸۰
۳۰۔ ایضاً، ص: ۳۸۰
۳۱۔ ایضاً، ص: ۳۸۱
۳۲۔ مجدد الف ثانی، احمد سرہندی، شیخ، اثبات النبوۃ، ص: ۱۶۱
۳۳۔ ایضاً، ص: ۱۲۷
۳۴۔ مجدد الف ثانی، احمد سرہندیؒ، شیخ، مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر ۲۲، ۱/ ۱۳
۳۵۔ ایضاً، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب ۴۲، ۱/ ۵
۳۶۔ ایضاً، دفتر سوئم، حصہ نہم، مکتوب ۱۲۲، ۳/ ۱۲۸
۳۷۔ ایضاً، مکتوب نمبر ۱۰۰، ص: ۷۵
۳۸۔ ایضاً، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر ۶۴، ص: ۱۴۵
۳۹۔ مجدد الف ثانی، احمد سرہندی، شیخ، رسالہ تہلیلیہ، ص: ۱۱۵
۴۰۔ ایضاً، ص: ۱۱۳
۴۱۔ سرہندی، خواجہ محمد معصوم، مکتوبات معصومیہ، مترجم: سید زوار حسین شاہ، کراچی: ۱۹۷۸ء، دفتر اول، مکتوب نمبر ۱۰، ۱/ ۳۶۔۳۷
۴۲۔ ایضاً، دفتر اول، مکتوب ۲۲، ۱/ ۶۷